وہ بھی تھے جنہوں نے فتنۂ ارتداد میں حصہ لیا اور اسی حالت میں جان دی۔ اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں جنہوں نے منافقانہ اسلام قبول کیا ہو اور اپنے نفاق کو چھپائے رکھا ہو۔ اپنے اصحاب میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا امکان فرض کرکے اگر آپ نے کچھ باتیں بطور تنبیہ ارشاد فرمائی ہوں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے اور اس سے تمام صحابہ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ مذکورۂ بالا احادیث دراصل اسی تنبیہ کے قبیل سے ہیں اور ان سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جو لوگ اپنے ایمان کی حفاظت نہ کریں گے یا کبائر میں مبتلا ہوں گے انہیں آخرت میں محض شرفِ صحبت خدا کی گرفت سے نہ بچا سکے گا۔

نظریہ نسخ آیت مع بقائے حکم

پر

استدراک

[رسالہ "ترجمان القرآن" بابت ماہ نومبر ۱۹۵۵ء کے عنوان "رسائل و مسائل" کے تحت آیتِ رجم اور نظریہ "نسخ آیت مع بقائے حکم" کے متعلق جو جواب تحریر کیا گیا تھا، اسے دیکھ کر ایک صاحب نے ذیل کا مکتوب روانہ فرمایا ہے، جو اُن کے حسب ارشاد شائع کیا جا رہا ہے۔]

"جواب میں جو عقلی و نقلی مواد آپ نے پیش کیا ہے وہ ایک سمجھدار اور منصف مزاج آدمی کے لیے نہایت تسلی بخش ہے۔ مگر چونکہ آپ نے دیگر اصحابِ علم سے بھی اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنے کا مطالبہ فرمایا ہے، اس لیے حسب الارشاد چند مختصر گزارشات درج ذیل ہیں۔

(۱) نسخ آیت مع بقائے حکم کا نظریہ بعض اصولیوں کی انفرادی رائے ہے نہ کہ تمام علمائے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ۔ جیسا کہ آپ کے پیش کردہ حوالہ "روح المعانی" جلد اول ص ۳۱۵ سے ثابت ہوتا ہے یعنی "ونسخ الآیۃ علی ما ارتضاہ بعض الاصولیین" الخ۔ ایسی صورت میں سائل کا یہ کہنا کہ "سلف سے تعلق تک تمام علمائے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کی بعض آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت تو منسوخ ہے، لیکن حکم ان کا باقی ہے" محض ایک دعویٰ بلا دلیل بلکہ غلط بیانی ہے کیونکہ بعض اصولیوں کے کسی خاص نظریہ سے کل علمائے اہل سنت کا

عقیدہ لازم نہیں آتا۔

(۲) رہی یہ بات کہ آیا بعض اصولیوں کا یہ نظریہ صحیح ہے یا غلط؟ سو واضح ہو کہ یہ نظریہ عقلاً و نقلاً باطل ہے:

(ل) عقلاً تو اس لیے باطل ہے کہ جو چیز قرآن کا جزء ہی نہ ہو اس کو قرآنی حکم ماننا سراسر مہمل بلکہ ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ یہ ایسا ہی ایک بے بنیاد تخیل ہے جیسا قرآن کے چالیس پارے ہونے کا۔

(ب) نقلاً اس لیے کہ اس نظریہ سے تنقیص قرآن لازم آتی ہے۔ کیونکہ ایک باقی الحکم آیت کا قرآن میں نہ پایا جانا قرآن کے ناقص اور ادھورا ہونے کو مستلزم ہے۔ حالانکہ قرآن کی تنقیص بالاتفاق کفر اور آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" کے صریحاً خلاف ہے۔

(۳) زنا کے متعلق شریعت کا حکم اور قانون یہ ہے کہ غیر شادی شدہ زانی یا زانیہ کو سو کوڑے لگائے جائیں خواہ وہ بڈھے ہوں یا جوان اور شادی شدہ زانی یا زانیہ کو سنگسار کیا جائے خواہ وہ جوان ہوں یا بڈھے۔ یہ ایک مشہور و اجماعی قانون ہے جو سنت نبوی، سنت خلفائے راشدین اور اجماع امت سے ثابت ہے بلکہ غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا قرآن سے بھی ثابت ہے کیونکہ آیت "الزانی والزانیۃ فاجلدوا" الخ میں بدلیل سنت قطعیہ الف لام عہد خارجی ہے جس سے مراد صرف غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ ہی ہیں۔ ایسے مشہور و معروف اور اجماعی قانون شریعت کے مقابلے میں اول تو سائل کی پیش کردہ حضرت عمرؓ والی تقریر ہی درایۃً ساقط الاعتبار ہے کیونکہ حضرت عمرؓ جیسے اعلیٰ مجتہد شریعت کی طرف ایسے مشہور و اجماعی قانون کی خلاف ورزی کا منسوب کرنا ہی بعید از قیاس ہے۔ اگر بالفرض اس نسبت کو صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو ایک مشہور و اجماعی قانون کے مقابلے میں حضرت عمرؓ کی یہ رائے ان کی ایک انفرادی اور اجتہادی رائے قرار پائے گی۔ جو کسی غیر نبی کے بارے میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ "المجتہد یخطی و یصیب"۔